دین اور صحت

ڈاکٹر عطاء الرحمن

جسمانی، نفسیاتی اور اجتماعی پہلوؤں سے انسان کا سلامت ہونا، یعنی بیماری اور معذوری کا نہ ہونا صحت ہے۔ تندرستی دراصل، بدن میں ہر چیز کے توازن کا نام ہے۔ صحت کی حفاظت اور اس میں ترقی کی تدابیر اور بیماری کا علاج خود صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ ابن رشد، عضو کے طبعی عمل کے انجام دینے اور طبعی اثر کو قبول کرنے کو صحت کہتے ہیں۔ ابن نفیس کا کہنا ہے کہ بدن درست اعمال انجام دے، یہ صحت ہے۔

اعتدال صحت کی بنیاد ہے۔ بدن اور جسم میں پائے جانے والے عناصر دراصل خوراک میں جو اجزا نمکیات، لحمیات، چکنائی اور نشاستہ شامل ہیں، ان کا اعتدال اور توازن صحت مند ہونے کے لیے ضروری ہے۔ سورۂ رحمن میں ہے: اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ (۵۵:۸) ''میزان میں خلل نہ ڈالو''۔ گویا توازن کو خراب مت کرو۔ جسم کا ہر ذرہ کائنات کے توازن کے لیے اساس ہے۔ سورۂ انفطار میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: الَّذِیۡ خَلَقَکَ فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَ (۸۲:۷) ''اللہ وہ ذات ہے جس نے تجھ کو بنایا، برابر کیا اور اعتدال عطا کیا''۔ سورۃ التین میں ہے: لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ (۹۵:۴) ''بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر تخلیق کیا''۔ سورۂ شمس میں آتا ہے: وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰىہَا (۹۱:۷) ''جان کی قسم ہے اور اسے تناسب دینے والے کی قسم''۔ سورۂ بقرہ میں قیادت کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طالوت اس لیے چُنا گیا ہے کہ وَزَادَہٗ بَسۡطَۃً فِی الۡعِلۡمِ وَ الۡجِسۡمِ ؕ (۲:۲۴۷)، یعنی وہ تم پر علمی اور جسمانی فضلیت رکھتا ہے۔ ابن سینا فرماتے ہیں اعتدال انسان کی اس طبعی حالت کا نام ہے جو دو حدوں کے درمیان (افراط وتفریط) کا شکار نہ ہو (کتاب القانون، ص ۴)۔ حضورؐ نے قوی مومن کو ضعیف

مومن سے افضل قرار دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے، حضوؐر نے فرمایا کہ اللہ سے عافیت مانگو کیونکہ ایمان کے بعد صحت اور عافیت سے بہتر کوئی چیز کسی کو نہیں ملی۔(ابن ماجہ)

نبی کریمؐ نے بعض بیماریوں کا علاج بھی تجویز کیا۔سنن ابوداؤد میں اسامہ بن شریکؓ سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا کہ علاج کرو۔ ترمذی میں روایت ہے کہ ہاں، اے اللہ کے بندو علاج کرایا کرو۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کی شفا ضرور نازل کردی۔ جاننے والا اسے جان لیتا ہے اور جاہل اس سے بے خبر رہتا ہے۔(مسند احمد)

امام ترمذی نے دوا اور پرہیز کے بارے میں ابوخزامہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یہ بھی اللہ کی تقدیر کا حصہ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے طاعون عمواس میں لشکر کے افراد کو وہیں پر بکھر جانے کے لیے تجویز دی اور فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف ہی پلٹتے ہیں۔ جب انھیں بتایا گیا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ بیمار وبا کی جگہ سے نکلے اور نہ کوئی وہاں داخل ہو۔آپؐ نے مریض کی عیادت کو واجب قرار دیا اور مرض پر صبر کرنے کی تلقین کی۔ مرض کی تکلیف پر گناہوں سے خلاصی کی بشارت دی اور مرض کی شفایابی کے لیے کئی قسم کی دعائیں سکھائیں۔

اہم ترین فکر زندگی کا توازن ہے، نیند میں، غذا میں، رویے میں، روش زندگی میں۔ سورۂ رحمٰن میں فرمایا گیا: ’’آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کردی۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو، انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو‘‘(۵۵:۷-۹)۔ سورۂ فرقان میں فرمایا: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (۲۵:۶۳)’’اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں‘‘۔ اسی طرح فرمایا: جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرہ ۲:۱۴۳) ’’اور ہم نے تم کو اُمت وسط بنایا‘‘۔ خرچ کرنے میں بھی حکم ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان ۲۵:۶۷) ’’اور جب (رحمٰن کے بندے) خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی، ان کے درمیان رہتے ہیں‘‘۔ توازن اگر بگڑ جائے تو انسان بیمار ہوجاتا ہے۔ اس میں ایک اہم پہلو متوازن غذا کا بھی ہے۔ نفسیاتی

طور پر جذبات میں توازن خوف اور غصے کی حالت پر قابو پانا ہے۔ یہ بات قرآن بتاتا ہے کہ ایک فرد کی غیر متوازن زندگی پوری کائنات پر اثر انداز ہوتی ہے جو ایک دوسرے سے مربوط ہے۔ انفرادی، خاندانی اور عائلی زندگی میں اس کے اثرات ہمیں نظر آتے ہیں لیکن بیمار شخص کے معاشرتی اور بین الاقوامی اثرات ہی نہیں بلکہ انسانی اور زمینی اثرات سے آگے بڑھ کر کائناتی اثرات ہیں۔

اسلام کا ایک اہم اصول **لاضرر ولاضرار** ہے۔ انسان کے پاس اس کا اپنا بدن امانت ہے۔ اس کو نقصان پہنچانا اور دوسرے فرد کو یا معاشرے کو نقصان پہنچانا بھی جرم ہے۔ خودکشی اسی لیے حرام ہے۔ اپنا مال ضائع کرنا اور بُرے اعمال کے ذریعے اپنی عزت کو پامال کرنا بھی جائز نہیں۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ''جس نے مومن کو نقصان پہنچایا، اس کے خلاف سازش کی، اس پر لعنت ہے'' (ابن ماجہ، ابوداؤد)۔ آپؐ کا ارشاد ہے جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا اللہ تعالیٰ اس کو نقصان پہنچائے گا (ترمذی)۔ **وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ** (النساء ۴:۲۹) ''تم اپنے آپ کو قتل مت کرو''۔ (جان) ذات کا تحفظ فرض ہے۔ خاندان کے تحفظ کی بات بھی کی گئی ہے۔ تم میں بہتر وہ ہے جو اہل وعیال کے لیے بہتر ہے۔ عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، تیرے بچوں کا تجھ پر حق ہے۔ اس لیے حق دار کو اس کا حق دو۔ (بخاری)

اگر پرہیز اور امراض سے بچاؤ کے علاوہ حفظانِ صحت کے جو اصول اسلام اور طب میں مشترک ہیں، ان پر عمل کیا جائے تو عملی طور پر علاج کی نوبت ہی نہ آئے۔ حیرت ناک حد تک اسلامی تعلیمات واقعی زندگی بخش ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ خسارے میں ہیں۔ وہ صحت ہے اور فرصت ہے (بخاری)۔ کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی۔ (ابن ماجہ)

حفظانِ صحت کے اصول

حفظانِ صحت کے کچھ اصول ہیں: ۱- عادات ۲- جسمانی ساخت اور پرداخت ۳- ذہنی صحت ۴- معاشرتی صحت ۵- طبعی صحت ۶- لباس اور ماحولیاتی صحت۔

● **عادات**: دو چیزیں عادتاً بہت اہم ہیں: نیند اور خوراک۔ نیند کے بارے میں اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (النباء ۷۸:۱۰) ''ہم نے تمھاری نیند کو راحت بنایا''۔ اور خورد ونوش کے بارے میں فرمایا: كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (البقرہ ۲:۱۷۲) ''ہم نے جو پاکیزہ چیزیں تمھیں بخشیں انھیں کھاؤ''۔ سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''حلال کو حرام نہ کرو'' (۵:۸۷)

● **جسمانی ساخت:** جسمانی ساخت اور پرداخت کے لیے متوازن غذا کی ضرورت ہے۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (اعراف ۷:۳۱) ''کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو'' (بسیار خوری اسراف ہے)۔ ذیابیطس، ہائی بلڈ پریشر، دل کی شریانوں کی بیماری، درد سینہ، انجماد ِخون، فالج صرف اور صرف بے ترتیب غذا کے سبب سے ہیں۔ یوں معدہ اور ہاضمہ دونوں کا صحت سے گہرا تعلق ہے۔ حضوؐر نے فرمایا: ''کسی آدم زاد نے پیٹ سے زیادہ برا برتن نہیں بھرا۔ انسان کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں''۔ اندرونی جسمانی صحت کا گہرا تعلق خوراک سے ہے۔ مقدام بن سعدی کربؓ سے ترمذی میں روایت ہے: ''اگر نفس غلبہ پالے تو ۳/۱ کھانے کے لیے ۳/۱ پینے کے لیے اور ۳/۱ سانس لینے کے لیے چھوڑنا چاہیے''۔

● **ذھنی صحت:** انسان کے امراض کا ۴۳ فی صد ذہنی امراض ہیں۔ انسان کے پاس خوف اور غم کا علاج نہیں سوائے ایمان کے۔ خوف اور غم کیا ہیں؟ نعمتوں کے چھن جانے کا خوف رہتا ہے اور جب چھین لی جائیں تو غم شروع ہوجاتا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے: اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ ۲:۳۸) ''تم سب زمین پر اُترو، تمھارے پاس میری ہدایت آئے گی، جو ان کی پیروی کرے گا اس پر نہ خوف ہوگا نہ غم''۔

خواہشات انسان کی زندگی کے پورے نظام کو بدل دیتی ہیں۔ مال و جاہ اور سیم و زر ان کے مختلف نام ہیں۔ منصب، بیوی بچے اور اقتدار ان سب کی خواہش رہتی ہے لیکن یہ نعمت تب ہیں جب یہ ہدایت کے ساتھ ہوں۔ جذبات میں حسد سے پناہ کا سورۂ فلق میں ذکر آتا ہے کہ مجھے حسد کرنے والے کے شر سے محفوظ فرما۔ غصے کے لیے احکام ہیں: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (اٰل عمرٰن ۳:۱۳۴) ''اور وہ اپنے غیظ و غضب پر قابو پاتے ہیں''۔

سکون اور طمانیت قلب کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ

الْقُلُوْبُ ٥(الرعد ۱۳: ۲۸)''دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے''۔نفسیاتی امراض سے نجات کا ایک بڑا ذریعہ معاملات میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا ہے کہ مرض، مالی یا جانی نقصان،خوف،بھوک میں انسان صبر کرے اور اللہ کا حکم اور اس کا فیصلہ قرار دے۔ لوگوں کے رویے انسان کو تکلیف دیتے ہیں۔ غلط رویوں کے لیے دین میں کوئی اجازت نہیں،مثلاً منافقت،تکبر، بے اعتنائی،نفرت، حسد،بُغض،تعصب،تمسخر،مخالفت،افتراق،ظلم،شک، بداخلاقی ـــــ یہ تمام منفی رویے ہیں۔ سورۂ حجرات میں تمسخر،غیبت، بدظنی،تحقیر،عیب جوئی کی حرمت کا حکم ہے۔ اسلام نظریاتی بھائی چارے کو قائم کرنے حکم دیتا ہے اور تعصّبات پر مبنی مملکتوں کے قیام کو انسانی حقوق کے خلاف قرار دیتا ہے۔

● **معاشرتی صحت**: انسان کی اپنی صحت اور اردگرد کے ماحول میں خاندان اور اہلِ خانہ کی صحت بہت اہم ہے۔ حضرت عثمانؓ زوجہ کی علالت کے باعث غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے۔ یہ بجاے خود ایک فقہی اصول کی نشان دہی کرتا ہے۔ قانون عملی اور حقیقی اصولوں پر ہی تشکیل دیا جاتا ہے۔صحت خود ایک نعمت ہے۔ ہاتھ دھونا،غسل،وضو،مسواک، ناخن اور بالوں کا ترشوانا،کنگھی اور انگلیوں میں خلال، نماز کے دوران قیام،رکوع اور سجود نماز کے لیے آنا جانا عبادت بھی ہے اور صحت بھی۔

● **جنسی صحت اور تعلقات**: مخصوص اعضا کی صفائی دینی مسئلہ ہے۔ حضرت عائشہؓ خواتین سے فرماتی ہیں کہ تم اپنے شوہروں کو ہدایت کرو کہ پانی سے صفائی کریں کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ اللہ کے رسولؐ ایسا ہی کرتے تھے (ترمذی)۔ شادی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ سورۂ روم (آیت ۲۱) میں ہے: ''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی''۔ سورۂ نساء میں بیوی کا ذکر اس طرح آیا ہے: ''اے انسانو! تمھارے رب نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی بنائی'' (النساء ۴:۱)۔ سورۂ رعد (۱۳: ۳۸) میں فرمایا کہ آپؐ سے پہلے بھی ہم نے رسولؐ بھیجے ان کے بیوی بچے تھے۔ گویا شادی رسولوں اور انبیا کی سنت ہے۔ شادی صرف انفرادی فرض نہیں بلکہ اجتماعی فریضہ ہے۔ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں ان کے نکاح کردو''(۲۴:

۳۲)۔ تفصیلی تعلیمات میں بیویوں کی صفات کا ذکر ہے۔

اسی طرح نشے سے بچنا ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (المائدہ ۵:۹۰) ”شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، اُمید ہے کہ تمھیں فلاح نصیب ہوگی“۔ شراب کو حرام قرار دیا گیا۔ چودہ سو سال بعد بھی اُمت ان لعنتوں سے محفوظ ہے اور ان بیماریوں سے جو شراب نوشی اور نشوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

● **طبعی صحت:** حفظانِ صحت کا طبعی پہلو سراسر ذاتی اور انفرادی ہے کہ انسان اپنے بدن کی صفائی کرے۔ بدن کی صفائی کے ضمن میں قرآن فرماتا ہے: وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ ٥ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ٥ (المدثر ۷۴: ۴-۵) ”اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دُور رہو“۔ ہر قسم کی گندگی سے بچنے کے لیے آپؐ نے فرمایا: ”صفائی نصف ایمان ہے“۔ اسلام نے یہ ہدایات کیوں دی ہیں؟ یہ ہدایات اس لیے دی گئی ہیں تاکہ صحت اچھی رہے۔ غذا اور خوراک کا جسم کے صحت مند ہونے سے گہرا تعلق ہے۔ سورۂ نحل میں ارشاد ربانی ہے: ”اس نے جانور پیدا کیے جن میں تمھارے لیے پوشاک اور خوراک بھی ہے اور طرح طرح کے اور فوائد بھی“ (۱۶: ۵)۔ آیت ۱۴ میں فرمایا: وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا ”اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ“۔ اسی طرح آیت ۱۱ میں آتا ہے: یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ٥ ”وہ اس پانی کے ذریعے سے تمھاری کھیتیاں اگاتا ہے، اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے“۔ آیت ۶۶ میں فرمایا: وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ٥ ”اور تمھارے لیے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے۔ ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمھیں پلاتے ہیں، یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لیے نہایت خوش گوار ہے“۔ آیت ۶۹ میں شہد کا ذکر کیا ہے: ”ان مکھیوں سے مختلف رنگوں کا مشروب ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے“۔ اُمِ ایمنؓ سے ابن ماجہ میں روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے

چھنے ہوئے آٹے کو واپس کر کے بھُس میں ملانے کے لیے فرمایا اور پھر روٹی پکانے کا فرمایا۔ کھانے سے پہلے ہاتھوں کے دھونے کا حکم دیا۔ ابن ماجہ میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھو۔ یہ سارے احکامات صحت سے متعلق ہیں۔

● **لباس اور ماحولیاتی صحت:** حفظانِ صحت کے اصولوں میں ماحول کی صفائی اور پانی کی حفاظت کا حکم ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: تم میں سے کوئی ٹھیرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے (ابن ماجہ)۔ لعنت کی تین باتوں سے، پرہیز کی روایت ابوداؤد میں معاذ بن جبلؓ سے ہے کہ پانی کے مقامات، گزرگاہ کے درمیان اور سایے میں رفع حاجت نہ کرو۔

یہ تمام احکامات علاج نہیں، مرض سے بچنے کی اعلیٰ ترین تدابیر ہیں۔ اس لیے کہ مرض سے بچنے کی تدابیر بھی دین کا حصہ ہیں بلکہ ترجیحاً بہت اہم ہیں۔ درخت اور پودے لگانے کو صدقہ قرار دیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو بنجر زمین کو آباد کرے وہ اس کی ہے۔ ترمذی کی روایت حضرت جابرؓ سے اور ابوداؤد میں بھی ہے جس نے بیری کاٹی (بلاجواز) اللہ اس کے سر کو دوزخ میں نیچا کرے گا۔ حضرت زبیرؓ سے مسند احمد اور ابوداؤد میں روایت ہے، آپؐ نے فرمایا: مرج وادی کا شکار اور پودے حرام ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو درخت لگا رہا ہے اور دیکھے کہ قیامت آ گئی ہے تو درخت لگا دے۔ قرآن میں ماحول کو تباہ کرنے والا بڑا دشمن وہ ہے جو کھیتی اور جانوروں کو ہلاک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ''جب اُسے اقتدار حاصل ہوتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسلِ انسانی کو تباہ کرے، حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا''۔(البقرہ ۲:۲۰۵)

اس طرح گھر کی صفائی، برتنوں کی صفائی اور گھر کے ماحول کی صفائی بھی فرض ہے۔ خوب صورت محل دیکھ کر ہی تو ملکہ سبا نے اسلام قبول کیا۔ گھر کی تعمیر اور صفائی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس طرح کہ خانہ کعبہ کے لیے اللہ نے ابراہیم سے وعدہ لیا کہ ''میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو''۔(البقرہ ۲:۱۲۵)

بدن، لباس، غذا اور ماحول کی صفائی کیوں ضروری ہے؟ یہ واضح ہے کہ انسان کی کسی اہم ضرورت کی وجہ سے یہ احکامات دیے گئے ہیں۔ اب ثابت ہوگیا ہے کہ یہ سب صحت کے لیے

علمِ فقہ میں اس بنیاد پر ہیں اور اولیت رکھتے ہیں کہ انسانی صحت کا دارومدار ان اہم اصولوں پر ہے۔اس سے پتا چلتا ہے، کہ صحت مقدم ہے، اور قیامت تک کے لیے صحت سے متعلق ایجادات، دوائیں، پرہیز یا شہروں کی منصوبہ بندی یا مملکتوں کے انتظامی ڈھانچوں کے جو بھی احکامات ہوں گے، ان کو مقاصد الشریعہ کے زمرے میں شامل رکھا جائے گا۔اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ پولیو کے قطرے بھی بیماری سے بچانے کے لیے ہیں۔اس پر ان احکامات کا اطلاق ہوتا ہے۔ان سارے احکامات سے جب پتا چل گیا کہ انسانی زندگی کا تحفظ ہر چیز پر دینی لحاظ سے مقدم ہے، اور پھر زندگی کا انحصار صحت پر ہے، اور اللہ کو بھی قوی مومن پسند ہے تو پھر وہ ساری کاوش جو اس مقصد کے لیے ہو وہ باعث اجر وثواب ہے۔

پولیو مہم: حقائق اور خدشات

پوری دنیا سے پولیو ختم ہوگیا، سوائے نائیجیریا، افغانستان اور پاکستان کے۔اس کام میں رکاوٹ وہ بہت سے معاشرتی، سیاسی، انتظامی اور مذہبی سوالات ہیں جن کے جوابات کی واقعی ضرورت ہے۔ایک سوال یہ ہے کہ دنیا میں اتنے بہت امراض ہیں، اس ایک مرض کو ختم کرنے کے لیے امریکا اور پورا عالم کیوں کوشش کر رہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے بچوں کو کسی ملک کی دشمنی یا اسلام دشمنی کی وجہ سے مرض کے حوالے کرنا خود ایک گناہ ہے۔امریکا اور عالم کفر کی اسلام دشمنی میں کوئی شک نہیں۔اپنے بچوں کو پولیو زدہ کرنے سے ہم بھی ان کی پالیسی کو اختیار کرنے والے بن جائیں گے، حالانکہ اس کام کا اس سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔کیونکہ پولیو کے یہی قطرے ۵۳ اسلامی ممالک میں استعمال کر کے ہی وہاں کے مسلمان ڈاکٹروں، علما اور حکمرانوں نے پولیو کا خاتمہ کیا ہے۔قرآن فرماتا ہے: ''کسی قوم کی دشمنی تم کو عدل سے نہ ہٹا دے۔خبردار عدل کرو اور تقویٰ کے قریب ترین چیز عدل ہے'' (المائدہ ۵:۸)۔ یہ بات بھی عام ہے کہ ان قطروں میں بانچھ پن کی دوا ہے۔ان قطروں کی شیشی پر اجزا کے نام موجود نہیں۔ہر دوا کی طرح اس پر زائدالمیعاد ہونے کی تاریخ درج نہیں۔کراچی کے ایک مائیکرو بیالوجسٹ ڈاکٹر عدیل نے ان اعتراضات کا لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے جائزہ لیا اور علماے کرام کی موجودگی میں ان اعتراضات کو بے بنیاد ثابت کیا۔

اس مضمون میں علما کے اسلام آباد ڈیکلریشن کا تذکرہ بھی ضروری ہے جس میں راقم شریک

تھا۔ اس ڈیکلریشن میں ڈرون حملوں کے سبب سے بے گناہ اور معصوم بچوں کی شہادت کی مذمت جیسے اُمور پر بھی علما نے راے دی اور تین باتوں کو واضح کیا کہ پولیو کی ویکسین محفوظ اور مؤثر ہے۔ تولیدی نظام کو نقصان پہنچانے والا کوئی جز اس میں شامل نہیں اور اس میں کوئی مضرِ صحت اور حرام چیز نہیں۔

مضمون نگار، نگران طبی فقہی بورڈ، پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن ہیں